# مطالعہ کی اہمیت اور طریقہ کار

I ذیل کے اقتباس کو پڑھ کر دیئے گئے سوالات کے جواب لکھیے: (C) **Five Mark Questions**

1 مطالعے کی عادت، عمدہ اور قابلِ تقلید عادت ہے۔ اسی لیے مطالعے کو نہ صرف شریفانہ فعل سے بلکہ حکیمانہ فعل سے تعبیر کیا گیا ہے۔ انسانی زندگی میں مطالعے کی اہمیت اس وجہ سے بھی ہے کہ یہ علم کے حصول کا واحد ذریعہ ہے۔ مطالعے کے بغیر نہ علم حاصل ہوسکتا ہے اور نہ ہی ذہنی نشو ونما اور ترقی ممکن ہے۔ ذہنی نشو ونما اور ترقی کے ضمن میں مطالعے کو وہی اہمیت حاصل ہے، جو جسم کے لیے ورزش کی ہے۔ مطالعہ انسان کو زندگی کا سلیقہ سکھاتا ہے۔ اس کی تنگ نظری اور تعصب کو مٹا کر دلوں کو فراخ دلی اور محبت کے جذبات سے سرشار کرتا ہے۔

مطالعے کی غیر معمولی اہمیت کے باوصف اپنے ذوقِ مطالعہ کو مہمیز کرنے اور خوب سے خوب تر علم حاصل کرنے کے ضمن میں مناسب کتابوں کا انتخاب خاصی توجہ کا تقاضہ کرتا ہے۔ بلاشبہ کتابیں علم کا دروازہ Gateway of Knowledge ہوتی ہیں کیوں کہ دنیا کے سارے بڑے بڑے حکیموں کی حکمتیں اور دانشوروں کی دانشوری کتابوں ہی کی مرہونِ منت ہے۔

اپنے مزاج اور ضرورت کے مدنظر کسی کتاب، مضمون یا اخبار کی تحریر کے انتخاب کے بعد یہ طے کرنا ضروری ہے کہ اس کے مطالعے کی غرض وغایت کیا ہے۔ کیوں کہ بقول مولوی عبدالحق: ''بغیر کسی مقصد کے مطالعہ فضول ہی نہیں مضر بھی ہوتا ہے''۔ پھر جو چیز پڑھنی ہے، یہ ضروری نہیں ہے کہ اُسے ابتدا سے آخر تک پڑھا جائے۔ مطالعہ کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ پہلے زیرِ مطالعہ تحریر پر سرسری نگاہ ڈال لی جائے اور اندازہ کر لیا جائے کہ اپنے لیے ضروری مواد تحریر میں کہاں کہاں موجود ہے۔ پھر ان نشان زد حصوں کو پڑھ لینے سے کم وقت میں مطلوبہ معلومات کا حصول ممکن ہے۔ مطالعے کے لیے لازم شرط ہے کہ مطالعے کے وقت اطمینان وسکون اور خلوص وسنجیدگی کے دامن کو تھامے رکھا جائے۔ ممتاز ماہرِ تعلیم لارڈ میکالے کا قول ہے۔ ''جلد بازی سے پوری کتاب پڑھ لینے سے بہتر ہے کہ صرف ایک صفحہ سکون واطمینان اور دل جمعی سے پڑھا جائے۔''

**سوالات**

ا مطالعے کی عادت کیسی عادت ہے؟

۲ مطالعے کے بغیر کیا ممکن نہیں ہے؟

۳ بلاشبہ کتابیں کیا ہوتی ہیں اور کیوں؟

۴ مولوی عبدالحق نے مطالعے کے بارے میں کیا کہا ہے؟

۵ مطالعے کے لیے لازم شرط کیا ہے؟

.........................................

2 کائنات میں انسان کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ وہ اس زمین پر اللہ کا خلیفہ ہے۔ اس کی ضروریات کے پیشِ نظر دنیا کی ساری چیزوں کو اس کے زیرِ تصرف کر دیا گیا ہے۔ ان اشیاء میں جاندار بھی ہیں اور بے جان بھی۔

ایک جرثومہ (بیکٹیریا) سے لے کر سورج جیسے فلکی اجسام سبھی انسان کی خدمت اور نفع رسانی کے لیے تخلیق کیے گئے ہیں۔ شجر، حجر، معدنیات، ہوا، پانی، جنگلات، قدرتی دولت، حیوانات، چرند و پرند اور خود انسان اس عظیم ماحول کا حصہ ہیں۔ جب تک ماحول کے یہ اجزا فطری انداز میں ایک دوسرے سے روبہ عمل رہے قدرت یا فطرت کا توازن ٹھیک ٹھاک رہا، ساری دنیا کا نظام معمول کے مطابق رہا اور انسان اپنے ماحول سے پوری طرح فیض یاب ہوتا رہا۔ مگر بڑھتی ہوئی آبادی، سائنسی انکشافات کے غلط استعمال اور انسانی ہوس نے قدرت میں دراندازی شروع کردی۔ زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی لالچ میں یہ استحصال بڑھتا گیا۔ اس نے اپنی سہولت اور فائدے کی خاطر پل، باندھ، کالونیاں، فلک بوس عمارتیں، کارخانے وغیرہ بنائے۔ نیز قدرتی ماحول میں مداخلت کرتے ہوئے جنگلات کی صفائی کی، سمندروں کو پاٹ کر زمین کی بازیابی کی، ساحلی علاقوں کے مینگروز، ماونگے کی چٹانوں اور کھاڑیوں کو ختم کر کے انسانی آبادی کو بسایا۔ اس طرح یہ تعمیرات بھی ان ماحول کا حصہ بن گئیں۔

سائنس کی ترقیات نے جہاں زندگی کو سہولت بخش اور پرتعیش بنایا وہیں انسانی طمع نے اطراف کے ماحول کو متاثر کیا اور رفتہ رفتہ ہوا کی آلودگی کا مسئلہ انسانی گرفت سے باہر ہوگیا۔ غذا کی آلودگی اور آواز سے پیدا ہونے والی آلودگی نے انسانی صحت و زندگی پر اپنے منفی اثرات مرتب کیے۔ حکمرانوں اور سائنس دانوں کو اب چل کر احساس ہوا کہ آلودگی کا یہ مسئلہ انسانی گرفت سے کہیں دور نکل چکا ہے۔

مختلف قسم کی آلودگیوں کی یوں تو مختلف وجوہات ہیں مگر عمومی طور پر انھیں یوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ آبادی کے اضافے، صنعتیانے اور شہریانے کے عمل نے آلودگی کو جنم دیا ہے۔

فضا کی آلودگی سے کئی مسائل پیدا ہوئے، جیسے اوزون گیس کے غلاف کا پتلا ہوجانا، گرین ہاؤس اثرات، عالمی حدت، موسموں میں یکلخت تبدیلیاں اور ان کے نتیجے میں پیدا ہونے والے طوفان، سیلاب، وغیرہ۔

پانی کے بغیر انسانی زندگی کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ اس گمبھیر مسئلے کے دو پہلو ہیں۔ پانی کے گھٹتے ذخائر نیز پانی کی آلودگی اس آلودگی کے لیے کئی عوامل ذمہ دار ہیں۔ ہماری صنعتیں، بطور خاص رنگ، کیمیات، کھاد، جراثیم کش ادویات ایک طرف تو گہرا گھنا دھواں چھوڑ کر ہوا کو آلودہ کرتی ہیں دوسری جانب ایسے صنعتی فاضل مادے خارج کرتی ہیں جو تالابوں، ندیوں حتیٰ کہ سمندروں کو آلودہ کرتے رہتے ہیں۔ پانی کو اگر اکسیر یا آبِ حیات سے تشبیہ دی جاتی ہے تو یہ عین اس کی اہمیت وافادیت کے پیش نظر بالکل درست ہے مگر یہی پانی اگر آلودہ ہوجائے تو انسانی زندگی کو پریشانیوں اور بیماریوں سے بھر دیتا ہے۔

آواز کی آلودگی نے بھی انسان کے ماحول اور اس کے معاشرے کو بری طرح متاثر کیا ہے۔ انسانی ترقی (سائنسی ترقی) کے اضافے کے ساتھ آواز کی آلودگی بھی متناسب انداز میں بڑھی ہے۔ دن رات چلتی مشینیں، کارخانے، دوڑتی ہوئی گاڑیاں، گھریلو اور صنعتی مشینیں، انسانی آبادی کا شور، لطف اندوزی کے ذرائع جیسے سینما، ٹی وی، لاؤڈ اسپیکر وغیرہ مسلسل آواز پیدا کر کے انسان کے سکون، ذہنی آسودگی اور صحت کو متاثر کر رہے ہیں۔

اس طرح مختلف قسم کی آلودگیوں نے اس حسین کرّے کو کچھ اس طرح اپنے شکنجے میں کس لیا ہے کہ پورا ماحولی نظام لڑکھڑا گیا ہے۔ اس میں بسنے والے چاہے وہ جانور ہوں، پودے یا انسان سبھی اس کی گرفت میں ہیں۔

**سوالات**

۱ انسان کی خدمت اور نفع رسانی کے لیے کون کون تخلیق کیے گئے ہیں؟

۲ ماحول کا حصہ کون ہیں؟

۳ فضا کی آلودگی سے کون سے مسائل پیدا ہوئے ہیں؟

۴ آبی آلودگی کے لیے کونسے عوامل ذمہ دار ہیں؟

۵ آواز کی آلودگی کے اسباب کیا ہیں؟

..................................

3 ہماری دنیا ان دنوں بہت سے مسائل سے دوچار ہے۔ ان میں بیشتر مسائل ہمارے خود پیدا کردہ ہیں۔گلوبل وارمنگ بھی ان میں سے ایک ہے۔اس مضمون میں یہ بتایا گیا ہے کہ گلوبل وارمنگ کسے کہتے ہیں اور ہمیں اس کے مضر اثرات سے بچنے کے لیے کیا تدبیریں اختیار کرنی چاہئیں۔

ہوائی کُرّہ مختلف گیسوں کا آمیزہ ہے۔ان گیسوں میں ایک خاص تناسب پایا جاتا ہے۔یہ گیسیں نہ صرف انسانوں کے وجود کے لیے بلکہ زمین پر بسنے والے تمام جانداروں کے لیے بے حد اہم ہیں۔

یہ گیسیں زمین کو چاروں طرف سے شامیانے کی طرح گھیر کر سورج سے حاصل کردہ گرمی کو زمین کے ماحول سے پوری طرح اشعاعِ حرارت کے ذریعے باہر نہیں جانے دیتیں اور حرارت کے توازن کو قائم رکھتی ہیں۔گیسوں کا امتزاج کم یا زیادہ ہونے سے ان کا تناسب بگڑتا ہے تو زمین پر موسمی تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں۔

سائنس دانوں نے گذشتہ سو برسوں کے درجۂ حرارت کا مطالعہ کیا ہے اور وہ اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ زمین کا درجۂ حرارت مسلسل بڑھتا جا رہا ہے۔ یہ اضافہ خاص ان گیسوں کی وجہ سے ہوتا ہے جنھیں گرین ہاؤس گیسیں کہتے ہیں۔کاربن ڈائی آکسائڈ کے علاوہ میتھین، نائٹرس آکسائڈ، ہیلیو کاربن اور کلورو کاربن، گرین ہاؤس گیسیں ہیں۔ ان میں چونکہ کاربن ڈائی آکسائڈ سب سے زیادہ مقدار میں کرۂ ہوا میں موجود ہے، اس لیے کاربن ڈائی آکسائڈ کی وجہ سے حرارت کرۂ ہوا سے باہر نہیں نکل پاتی۔فضا میں مقید رہتی ہے اسی لیے درجۂ حرارت میں اضافے کا سبب بنتی ہے۔دنیا میں درجۂ حرارت کے اسی اضافے کو گلوبل وارمنگ کہتے ہیں۔غور طلب بات یہ ہے کہ کاربن ڈائی آکسائڈ میں غیر معمولی اضافے کا ذمے دار کوئی اور نہیں بلکہ زمین پر بسنے والے انسان ہیں۔

دراصل جب ہم ٹی وی دیکھتے ہیں، ایرکنڈیشن استعمال کرتے ہیں، بجلی جلاتے ہیں، کار چلاتے ہیں، ویڈیو گیم سے لطف اندوز ہوتے ہیں، اسٹیریو سنتے ہیں، واشنگ مشین، ڈش واشر یا مائکروویو کا استعمال کرتے ہیں تو گرین ہاؤس گیسیں پیدا کر کے انھیں فضا میں منتشر کرنے کا سبب بنتے ہیں۔

گذشتہ سو برسوں میں بڑی تعداد میں کارخانے قائم ہوئے۔موٹر گاڑیوں کی تعداد میں بے پناہ اضافہ ہوتا گیا اور کوئلہ، معدنی تیل اور جنگلات کو توانائی حاصل کرنے کے لیے ایندھن کے طور پر خوب استعمال کیا گیا۔صنعتوں اور ٹکنالوجی نے بہت ترقی تو کی لیکن ترقی کی اندھا دھند دوڑ میں انسان نے کرۂ ہوا میں اس قدر کاربن ڈائی آکسائڈ جھونک دی کہ اب یہ گیس ہمارے لیے وبال جان بن گئی ہے۔

فضا میں کافی بلندی پر اوزون کی تہہ زمین پر چھائی ہوئی چھتری کی مانند ہے، جو سورج سے آنے والی بنفشی شعاعوں کو

جذب کر لیتی ہے اوران خطرناک اورمہلک شعاعوں کی بڑی مقدار کوزمین تک پہنچنے نہیں دیتی،لیکن گرین ہاؤس گیسوں کی وجہ سے یہ پرت تیزی کے ساتھ جگہ جگہ سے پھٹ رہی ہے اوراس میں شگاف پیدا ہورہے ہیں۔ان شگافوں سے سورج کی مہلک شعاعیں جواوزون میں جذب ہوجاتی تھیں اب براہِ راست سطح زمین پر پڑتی ہیں۔

غرض بےلگام صنعتی ترقی، جدیدٹکنالوجی کے بےتحاشہ استعمال،قدرتی وسائل کےمتوازن استعمال سے بےتوجہی اورانسانی بےحسی نے دنیا کے لیے سنگین مسئلہ پیدا کردیا ہے۔اس کے مہلک اثرات کسی ایک یا دوملک یا چندلوگوں تک محدود نہ رہیں گے بلکہ دنیا کا ہر جانداراس سے متاثر ہوگا۔

شایداسی لیے پوری دنیا کی توجہ اس مسئلے کی طرف مرکوز ہورہی ہے اور عالمی پیمانے پر گلوبل وارمنگ پر قابو پانے کی تدابیراختیار کی جارہی ہیں۔توانائی حاصل کرنے کے ایسے وسائل تلاش کیے جارہے ہیں،جن سے ماحول پر بُرا اثر نہ پڑے۔قابل تجدید توانائی اور آلودگی سے پاک ٹکنالوجی پر مسلسل ریسرچ جاری ہے۔فضا میں کاربن کی مقدار کوکم کرنے اور شمسی توانائی کے استعمال کوفوقیت دینے پرزور دیا جارہا ہے۔

**سوالات**

۱ ہوائی کرّہ کس کا آمیزہ ہے؟

۲ گرین ہاؤس گیسیں کونسی ہیں؟

۳ گلوبل وارمنگ کسے کہتے ہیں؟

۴ گرین ہاؤس گیسیں کس طرح پیدا ہوکرفضا میں منتشر ہوتی ہیں؟

۵ کس طرح کی ٹکنالوجی پر مسلسل ریسرچ جاری ہے؟

......................................

4 ڈاکٹر کلام کا پورا نام ابوالفقی زین العابدین عبدالکلام ہے۔وہ 15/اکتوبر 1931 کو ہندوستانی جنوبی ریاست تاملناڈو کے ضلع رامیشورم میں پیدا ہوئے۔آپ ایک غریب ماہی گیر گھرانے سے وابستہ تھے۔ انھوں نے خوداعتراف کیا ہے کہ اپنی ضروریات کی تکمیل کے لیے انھوں نے اخبارات فروخت کیے۔لیکن تعلیم کا سلسلہ منقطع نہیں کیا۔ ابتدائی تعلیم رسم ورواج کے مطابق مقامی مکتب میں حاصل کی۔بچپن سے ہی انھیں سائنس اور ٹیکنالوجی میں دلچسپی تھی۔ایروناٹیکل انجینئرنگ کی ڈگری انھوں نے سینٹ جوزف نامی کالج سے حاصل کی اور تعلیم کی تکمیل کے بعد وہ ISRO میں 1962 ملازم ہوگئے۔اپنی کوششوں کے بل بوتے پر مصنوعی سیارچہ SLV-3 کو منزل مقصود پر پہنچایا۔1982 میں انھوں نے DRDL میزائل شعبے میں حیدرآباد میں ملازمت اختیار کی اور بھرم موس، اگنی، ترشول، پرتھوی، آکاش وغیرہ کے کامیاب میزائل تجربات کیے۔پوکھرن کے نیوکلیر تجربہ میں وہ پیش پیش رہے۔

موصوف کو بچوں سے بےحد لگاؤ ہے۔ان کی نظروں میں طلبہ ہی ایسی ہستی ہیں، جو قابلِ فخر کام انجام دے سکتی ہے۔ وہ جب کسی موضوع پر گفتگو کرتے تو طلبا کی تعلیم وترقی کا تذکرہ ضرور کرتے ہیں۔طلبہ کو تجسسانہ انداز میں معلومات فراہم کرتے ہیں۔

اپنی کوششوں اور جدوجہد کی بناپر وہ 2002 میں ہندوستان کے صدرجمہوریہ منتخب ہوئے اور کئی کارہائے نمایاں انجام دیے۔کلام صاحب نے ذات پات، اندھی تقلید، بھید بھاؤ جیسی سماجی برائیوں کو اکھاڑ پھینکنے کی بھرپور کوشش کی

ہے۔انھوں نے یہ نظریہ پیش کیا کہ 2020 تک بھارت ترقی پذیر ملک نہ رہتے ہوئے ترقی یافتہ ممالک میں شمار کیا جائے گا۔ان کا یہ نظریہ Vision 2020 کے نام سے موسوم ہے۔

سائنس کے ساتھ ساتھ وہ ادب میں بھی دلچسپی رکھتے ہیں۔ان کی خودنوشت سوانح 'پرواز' بہت مقبول ہے۔

ڈاکٹر کلام کی ان ناقابل فراموش خدمات کو دیکھ کر علامہ اقبالؒ کا یہ شعر بے ساختہ لب پر چلا آتا ہے۔

آئین جواں مردی حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

**سوالات**

۱ ڈاکٹر عبدالکلام کا پورا نام کیا ہے؟

۲ ڈاکٹر کلام نے کون کونسی میزائلوں کے تجربے کیے؟

۳ ڈاکٹر کلام کب صدر جمہوریہ منتخب ہوئے؟

۴ ڈاکٹر کلام نے کن سماجی برائیوں کو اکھاڑ پھینکنے کی کوشش کی؟

۵ ڈاکٹر کلام کی خودنوشت سوانح حیات کا نام کیا ہے؟

.....................................

5

یارب یہ التجا ہے کرم تو اگر کرے
مجھے ایسی دے کتاب جو دل پہ اثر کرے

ہمارے اخلاق، ہمارے کردار، اور ہمارے مستقبل کو بنانے اور سنوارنے میں عمدہ کتابیں ایک اہم کردار ادا کرتی ہیں۔کتابیں انسان کو معلومات فراہم کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہوتی ہیں اس کے ذریعہ سے ہم دنیا کے مختلف ممالک کے سیاسی، سماجی، تعلیمی حالات سے آگاہ ہوسکتے ہیں۔کتابیں دراصل علم کا پوشیدہ خزانہ ہوتی ہیں جس کو پڑھ کر ہم کچھ کرنے کے لیے ذہنی طور پر آمادہ ہوجاتے ہیں۔کتابوں میں بیان کیے گئے واقعات اور شخصیات سے متاثر ہوکر مطالعہ کرنے والے بھی اپنی زندگی میں تبدیلیاں لانے، اپنے اندر اعلیٰ قدریں پیدا کرنے اور اپنے اخلاق کو سنوارنے سے متعلق سوچتے ہیں۔

اس طرح عمدہ کتابیں انسانوں میں اچھے اخلاق پیدا کرنے اور زندگی کے اعلیٰ اقدار سے روشناس کرانے میں مدد گار ثابت ہوتی ہیں۔کبھی مشکل وقت میں جب تمام دوست احباب ساتھ چھوڑ جاتے ہیں تو ایسے میں ہم کتابوں کا سہارا لیتے ہیں۔کتابیں ہماری پریشانیوں اور اُداسی کو دور کرنے کا کام کرتی ہیں اور ہماری زندگی کو نئی اُمنگ عطا کرتی ہیں۔ہمیں مایوسی کی راہ سے ہٹا کر ترقی کی راہ پر گامزن کرتی ہیں۔کتابوں کا مطالعہ ایک بہترین مشغلہ اور شریفانہ فعل ہے۔دراصل کتاب ہی ایک ایسا انمول تحفہ ہے کہ جو اسے پڑھتا ہے، وہ پتھر سے سونا بن جاتا ہے، کوئلے سے ہیرا بن جاتا ہے۔اور قطرے سے سچا موتی بن جاتا ہے۔دنیا میں روحانی خوشی بھی حاصل ہوتی ہے، ساتھ ساتھ دل کو سکون اور آنکھوں کو ٹھنڈک بھی ملتی ہے۔کیوں کہ

کوئی ساتھی نہیں ہے کتاب سے معتبر

وقت گزارنے کا ایک اچھا طریقہ یہ ہے کہ ہم کتابوں سے دوستی کرلیں......اگر ہماری کتابوں سے دوستی ہو جائے تو ہم ایک کامیاب انسان بن سکتے ہیں کیوں کہ کتابیں ہمارے لیے ایک بہترین اثاثہ ہیں۔

گاندھی جی نے کہا ہے کہ : ''کتابوں کی قیمت جواہرات سے زیادہ ہے۔ کیوں کہ جواہرات باہری چمک دمک دکھاتے ہیں جب کہ کتابیں ضمیر کو پاکیزہ کرتی ہیں''۔

جارج برنارڈ شا نے کہا ہے کہ ''خیالات کی جنگ میں کتابیں ہی ہتھیار ہیں''۔

اور ملٹن نے کہا ہے کہ : ''اچھی کتابیں انسان کے لیے بہترین سرمایہ ہیں''۔

مطالعے سے اپنے علم میں اضافہ کریں اور ساتھ ہی ساتھ اپنے دل و دماغ اور ذہن کو بھی روشن کریں۔

**سوالات**

۱ ہمارے اخلاق اور کردار کو سنوارنے میں کون اہم کردار ادا کرتی ہیں؟

۲ کتابیں ہمیں کس سے آگاہ کرتے ہیں؟

۳ کتابوں کے مطالعے کو کیوں بہترین مشغلہ کہا گیا ہے؟

۴ وقت گذارنے کا اچھا طریقہ کیا ہے؟

۵ گاندھی جی نے کتابوں کی اہمیت کے بارے میں کیا کہا ہے؟

....................................